بسرپرستی عالیجناب اعلیحضرت امیرِ ملت عظیم البرکت زبدۃ الاولیاء آیۃ من آیات اللہ حافظ حاجی خواجہ جماعت علی شاہ صاحب محدث علیپوری مدظلہم

انجمن خدام الصوفیہ کا ماہوار رسالہ

January 1940

انوار الصوفیہ

جلد ۳۶ — نمبر ۱

مدیر
خادم العلماء امام الدین رائیوری

باہتمام امام الدین رائیوری ایڈیٹر پرنٹر پبلشر اشرف برقی پریس سیالکوٹ میں چھپکر دفتر رسالہ انوار الصوفیہ محلہ کچی مسجد شہر سیالکوٹ سے شائع ہوا

(قیمت سالانہ — عہ صرف)

قواعد و ضوابط

(۱) اس رسالہ کے ذریعہ علم تصوف کی اشاعت کرنا (۲) حضرات مشائخ کی سوانح عمریاں پبلک کے پیش کرنا اور اُن کے اخلاق و آداب وغیرہ کی تعلیم دینا۔ (۳) یہ رسالہ ہر انگریزی مہینہ کی بیس۲ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔ (۴) جن اصحاب کی خدمت میں بامید قبولیت رسالہ ہذا جاوے وہ آئندہ مہینہ تک اپنی منظوری یا نامنظوری سے اطلاع دیویں۔ ورنہ خریدار متصور ہونگے۔ (۵) خط و کتابت میں پتہ صاف و خوشخط ہونا چاہیے۔ (۶) ہر قسم کی خط و کتابت و ترسیل زر بنام ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ سیالکوٹ ہونی چاہیے ؛

فہرست مضامین

انوار الصوفیہ

جلد ۳۶ | بابتماہ جنوری سنہ ۱۹۴۰ء | نمبر ۱

نظم نعتیہ

از عالیجناب قطب الاقطاب شیخ الشیوخ خواجۂ خواجگان حضرت نظام الدین اولیاء
محبوب الٰہی چشتی بدایونی ثم الدہلوی نور اللہ مرقدہٗ

(مرسلہ جناب خواجہ محمد کرم الٰہی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ ہند)

صبا! ببوئے مدینہ رو کن، ازیں دعاگو سلام برخواں
بگرد شاہ رسل بگرد و بصد تضرع سلام برخواں!

بشو زمن صورت مثالی نماز بگذار اندر آنجا
بہ لحن خوش سورۂ محمد تمام اندر قیام برخواں!

بہ باب رحمت گہے گذر کن، بہ باب جبرئیل گاہ جبیں سا
سلام ربی علی نبیی گہے بہ باب السلام برخواں!

بنہ بسجدیں ادب طرازی سر نیازت بخاک آں کوئے
صلوٰۃ وافر بروح پاک جناب خیر الانام برخواں!

بہ لحن داؤد ہمنوا شو بہ نالہ و درد آشنا شو
بہ بزم پیغمبر ایں غزل را ز عبد عاجز نظام برخواں

از عالیجناب حضرت مولانا مولوی اسد خانصاحب مولوی فاضل منشی گورنمنٹ قصبہ شانگر ضلع جالندھر

مکتوب ساٹھواں

سیادت پناہی سید محمود کے نام خواطر کی نفع اور وساوس کو پورا پورا دور کرنے اور جو کچھ اس کے مناسب ہے۔ کے بیان میں تحریر کیا ہے۔ حق تعالے اپنی مقدس جناب کی طرف ہمیشہ مشغول رہنے کی توفیق سے مشرف فرمائے۔ کیونکہ اللہ تعالے کیطرف مشغول رہنا ہی نجات کا ذریعہ ہے۔ حضرات خواجگان کے طریق میں خواطر کا روکنا اور وسوسوں کا دور کرنا مناسب طور پر پورا پورا حاصل ہے۔ یہاں تک کہ اس بزرگ خاندان کے بعض مشائخ نے خواطر کا چلہ کھینچا ہے۔ اور اس چالیس شب و روز کی مدت میں اپنے باطن کو خواطر کے ورود سے باز رکھا ہے۔ حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالے سرہٗ نے اس مقام میں فرمایا ہے۔ کہ خواطر کے دور کرنے سے مراد ان خواطر کا دور کرنا ہے۔ جو کہ توجّہ کی ہمیشگی کو دور کرنے والا ہو۔ نہ خواطر کا مطلقاً دور کرنا۔ اور اس سلسلہ عالیہ کے مخلصوں میں سے ایک درویش بموجب فرمان پاک وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ اپنے رب کی نعمت کو بیان کر اپنے حال سے اسی طرح خبر دیتا ہے۔ کہ میرے قلبی خواطر اس حد تک زائل ہو گئے ہیں۔ اگر حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عمر الیسا قلب رکھنے والے کو عطا کرے۔ تو ہرگز کوئی خطرہ اس کے قلب پر نہ گزرے۔ نہ یہ کہ وہ اس کے دور کرنے میں تکلف ہووے کیونکہ تکلف موقت ہے۔ ہمیشہ رہنے والا نہیں ہے۔ بلکہ اگر خواطر کو لانے کیلئے سالہا سال تکلف کرے۔ پھر بھی میسر نہ ہو۔ اربعین و چلہ کا مقرر کرنا تحمل و تکلف کی خبر دیتا ہے۔ اور تحمل طریقت کے مرتبہ میں ہے۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ تحمل و تکلف سے خلاصی

انوار الصوفیہ رسالہ

حافظ پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ محدث علی پوری نے 1901ء میں شروع کروایا تھا

اس کتاب میں مندرجہ ذیل مہینوں کے رسالے موجود ہے

جنوری 1925	ستمبر 1937	جنوری 1940
نومبر 1940	اگست 1941	نومبر دسمبر 1952
اکتوبر 1963	جنوری 1964	اپریل 1978
مئی 1978	اگست 1978	مئی 1979
جون جولائی 1979	نومبر دسمبر 1979	جنوری 1980
مارچ 1980	جون جولائی 1980	اکتوبر نومبر 1980
مئی جون 1981	جولائی 1981	ستمبر 1981

انوارالصوفیہ کے رسائل فراہم کرنے پر
درگاہ قلندر علی پور فقیراں سے
ایڈوکیٹ نقشبندی مجددی
علامہ عالیجاہ حسن پیرزادہ
اور درگاہ کے جملہ اراکین کا مشکور ہوں

خدام اولیاء غلام شیخ معزالدین بختیار حسین جاعتی

پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ویب سائٹس، بلاگز، ویڈیو اور تصاویر کے لنکس

http://ameeremillat.org/	ویب سائٹس
http://ameer-e-millat.com/	ویب سائٹس
http://ameeremillat.com/	ویب سائٹس
http://www.haqwalisarkar.com/	ویب سائٹس
http://www.charaghia.com/	ویب سائٹس
http://www.scribd.com/bakhtiar2k	کتابیں
http://www.flickr.com/photos/34727076@N08/	تصاویر
http://www.flickr.com/photos/91889703@N07/	تصاویر
http://www.facebook.com/groups/alipurmureeds/	فیس بک پر پیر بھائیوں کا گروپ
http://wwwnfiecomblogspotcom.blogspot.com/2009_06_01_archive.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://alipuri.blogspot.com/2009/06/about-pir-syed-jamaat-ali-shah.html	بلاگز
http://www.jamaatali.blogspot.com/	بلاگز
http://vimeo.com/user13885879/videos	ویڈیو
Youtbe: bakhtiar2k	ویڈیو
www.marfat.com	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.maktabah.org	اسلامی کتابیں ڈاؤن لوڈ کریں
www.fezanenaat.com	نعتیں ڈاؤن لوڈ کریں

پاوے۔ یاد کرد طریقت میں ہے۔ ور یاد داشت حقیقت میں۔ پس یہ بات تحقیق ہوگئی۔ کہ خواطر کو تکلف سے روکنا جو کہ توقیت سے موقت ہے۔ عشرہ اور اربعین سے دوام توجہ کا حاصل ہونا مشکل ہے۔ کیونکہ تکلف طریقت کے مرتبہ میں ہے۔ اور طریقت میں دوام متصور نہیں ہے۔ اور دوام جو کہ حقیقت میں ہے۔ اس وجہ سے ہے۔ کہ تکلف کو اس موطن میں مجال نہیں ہے۔ پس تکلف کے مرتبہ میں خاطر کا ورود البتہ دوام توجہ کا رد کرنے والا ہے۔ اور اس سلسلۂ عالیہ کے مبتدیوں کے قلوب کو دوام نگرانی حاصل ہوتی ہے یہ دوسری بات ہے۔ اور دوام توجہ جس کے بیان کے انتظام میں ہیں۔ اس کا مطلب یاد داشت ہے۔ جو کہ کمال کے مرتبہ کی انتہا ہے حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی قدس اللہ تعالےٰ سرہ نے فرمایا ہے۔ کہ یاد داشت کے دوسری طرف پنداشت ہے۔ یعنی دوسرا مرتبہ نہیں ہے۔ اس قسم کے اظہار کا مقصد اس طریقہ عالیہ کے طالبوں کی ترغیب ہے۔ ہر چند کہ منکروں کے انکار کے زیادتی کے سوا نہیں ہے۔

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است
وآنکہ دیدش نقد خود مردانہ است

آب نیل است و بقبطی خون نمود
قوم موسیٰ را نہ خون بود آب بود

جو کوئی اسے افسانہ کہے۔ اس کے لئے افسانہ ہے۔ اور جس شخص نے کہ اپنی نقدی کو دیکھا ہے۔ وہ مردانہ ہے۔ دریائے نیل کا پانی فرعونیوں کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے خون بن گیا تھا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کے قوم کے لیے وہ پانی پانی ہی تھا۔ خون نہ تھا۔ جب اسرائیلی قوم کو پانی کی ضرورت ہوتی تھی۔ دریائے نیل سے حاصل کر لیتے تھے۔ حالانکہ فرعونی جب نیل کا پانی مٹکوں میں بھرتے تھے۔ تو وہ خون بن جاتا تھا۔ ایک ہی چیز میں دو متضاد باتوں کا جمع ہونا اللہ تعالےٰ جل شانہ کی کمال قدرت پر دلالت کرتا ہے۔

خواطر۔ جمع خاطر۔ خاطر سے مراد وارد ہے۔ (آنے والی حالت) جو کہ دل پر گزر کرے۔ خطاب یا تعریف یا طلب کی صورت میں اور وارد خاطر سے زیادہ عام ہے۔ کیونکہ ہر خاطر وارد ہوتے ہے۔ ہر وارد خاطر نہ ہووے۔ جیسا کہ حزن (غم) سرور (خوشی)

اور قبض وبسط اکثر صوفیائے کرام اس پر متفق نہیں۔ کہ خواطر کی اقسام چار سے زائد نہیں ہیں۔ حقانی۔ ملکی نفسی۔ شیطانی۔ حقانی ایک علم ہے۔ جو کہ حق سبحانہ غیب کے بطون سے اہل قرب وحضور کے دل میں قذف کرے (پھینکنا پتھر کا) جیسا کی نص قطعی ہے۔ قل ان ربی یقذف بالحق علام الغیوب اے محمدؐ کہہ دے۔ کہ بتحقیق میرا رب قذف کرتا ہے۔ ساتھ حق کے اور وہ علام الغیوب ہے۔ خاطر ملکی وہ ہے۔ جو کہ خیرات اور طاعات پر ترغیب دلاتا ہے۔ اور معاصی اور مکارہ سے ڈراتا ہے۔ معاصی سے مراد گناہ اور مکارہ سے مراد مکروہات ہیں۔ ہر دو میں فرق قلیل ہے۔ اور مخالفات وقواعد (کسی کام سے باز رہنا) وتکاسل (اپنے تئیں سست اور کاہل دکھلانا) بھی ڈراتا ہے۔ اور موافقات سے ملامت کرتا ہے۔ (اتفاق رکھنے والی باتیں) اور لیکن خاطر نفسانی وہ ہے۔ جو کہ فانی لذتوں اور باطل دعووں کے ظاہر کرنے کی خواہش پر منحصر ہووے۔ خاطر شیطانی وہ ہے۔ جو کہ مناہی (منع کی ہوئی باتیں) اور مکارہ (مکروہ باتیں) کی طرف بلانے والا ہووے۔ کیونکہ شیطان شروع میں معصیت کا حکم دیتا ہے اور جب دیکھتا ہے۔ کہ اس وجہ سے سالک گمراہی نہیں اختیار کرتا۔ تو وہ عین طاعت اور قلب کی زراعت سے افراط کی جانب لاتا ہے۔ جو کہ شرعاً مکروہ ہے۔ اور وسوسہ ڈالتا ہے۔

تعمل عمل میں لانا۔ تکلف اوپری دل سے کوئی کام کرنا۔ موقت کسی وقت پر ٹھیرا ہوا۔ معین بزمانہ کیا ہوا یادداشت یاد رکھنے کا نشان۔ یاد کرو۔ یاد کرنا

مکتوب ہذا میں جو الفاظ مشکل تھے۔ ان کی لغات آخر میں درج کردی گئی ہے

اور خواطر کی مکمل تشریح حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی کتاب عوارف المعارف (زبان عربی) سے ترجمہ کرکے نقل کردی ہے۔ اور وسوسہ کی تشریح بھی اگرچہ ضروری تھی۔ لیکن یہ ایسا لفظ ہے جس کو ہر خاص وعام بخوبی سمجھتا ہے۔ اربعین کی مفصل تشریح بندہ نے رسالہ انوار الصوفیہ میں ایک علیحدہ مضمون میں کی ہوئی ہے جس کو غالباً دس بارہ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ ناظرین اس مضمون کا بغور مطالعہ کریں۔ تو امید ہے

کہ ناظرین کو اس مکتوب شریف کا مطلب سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہوگی ۔ یا سوائے اس کے مناہی ۔ مکارہ ۔ تقاعد ۔ تکاسل ۔ موافقات وغیرہ کا اصلی مفہوم خطوط وحدانی کی حالت میں تحریر کیا گیا ہے ۔ اصل مقصد تو عمل ہے ۔ حقیقت میں عمل کے ذریعے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے ۔ ظاہری علم کی صرف ۔ اس صورت میں ضرورت ہے ۔ کہ بغیر علم کے عمل ناممکن ہے ۔ مجھ حقیر پر تقصیر کی حالت زار قابل رحم ہے عمل میں کوتاہی ہے ۔ اس لئے حضرت قبلہ عالم امیر الملت ماحی بدعت کی توجہ درکار ہے ۔ اگر حضور اس گنہگار کے حال زار پر رحم کریں ۔ تو کوئی مشکل نہیں ہے ۔ کہ بیڑا پار ہو جائے ۔ ساٹھ سال کی عمر گذر گئی ۔ بندہ ابھی تک ڈانواں ڈول ہے ۔ نامۂ اعمال سیاہ ہے ۔ شامت سر پر سوار ہے ۔ اس لیے حضرت قبلہ عالم کی توجہ کا محتاج ہے ۔ امید ہے ۔ کہ حضور پر نور از راہ شفقت التفات فرمائیں گے ۔

مکتوب اکسٹھ

مکتوب ہذا سیادت مآب سید محمود کے نام شیخ کامل مکمل کی صحبت کی ترغیب اور شیخ ناقص کی صحبت سے پرہیز کرنے کے بیان میں اور جو کچھ اس کے مناسب ہے تحریر کیا گیا ہے ۔ حق سبحانہ تعالی نے اپنی طلب کی کرامت عطا کر کے جو کچھ مطلوب کے منافی ہے ۔ اس سے پورا پورا گریز نصیب کرے ۔ بحرمت سید البشر المحارعن زیغ البصر وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات ۔

۱۔ گرامی نامہ موصول ہوا ۔ چونکہ یہ نامہ طلب اور شوق کا مضمون اور درد اور پیاس کی خبر دینے والا تھا ۔ بہت ہی بھلا معلوم ہوا ۔ کیونکہ طلب مطلوب کے حصول کی خوشخبری دینے والی ہے ۔ اور وصول مقصود کے مقدمہ میں ایک عزیز فرماتے ہیں اگر تجھے خواہش ہے ۔ تو اس کو پورا کیا جاتا ہے ۔ طلب کی دولت کے حصول کی خواہش کو نعمت عظمی جان کر جو کچھ اس کے مخالف ہو ۔ اس لئے پورا پورا گریز اختیار کرنا چاہئے تاکہ الیانہ ہو ۔ کہ اس میں کسی قسم کا فتور پیدا ہووے اور اس حرارت میں سردی کی

کہ ناظرین کو اس مکتوب شریف کا مطلب سمجھنے میں دقت محسوس نہ ہوگی۔ یا سوائے اس کے مناہی۔ مکارہ۔ تقاعد۔ تکاسل۔ موافقات وغیرہ کا اصلی مفہوم خطوط وجدانی کی حالت میں تحریر کیا گیا ہے۔ اصل مقصد تو عمل ہے۔ حقیقت میں عمل کے ذریعے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ ظاہری علم کی صرف۔ اس صورت میں ضرورت ہے۔ کہ بغیر علم کے عمل ناممکن ہے۔ مجھ حقیر پر تقصیر کی حالت زار قابلِ رحم ہے۔ عمل میں کوتاہی ہے۔ اس لیئے حضرت قبلہ عالم امیرالملت ماحی بدعت کی توجہ درکار ہے۔ اگر حضور اس گنہگار کے حال زار پر رحم کریں۔ تو کوئی مشکل نہیں ہے۔ کہ بیڑا پار ہو جائے۔ ساٹھ سال کی عمر گذر گئی۔ بندہ ابھی تک ڈانواں ڈول ہے۔ نامۂ اعمال سیاہ ہے۔ شامت سر پر سوار ہے۔ اس لیئے حضرت قبلہ عالم کی توجہ کا محتاج ہے۔ امید ہے۔ کہ حضور پر نور از راہ شفقت التفات فرمائیں گے۔

مکتوب اکسٹھ

مکتوب ہذا سیادت مآب سید محمود کے نام شیخ کامل مکمل کی صحبت کی ترغیب اور شیخ ناقص کی صحبت سے پرہیز کرنے کے بیان میں اور جو کچھ اس کے مناسب ہے تحریر کیا گیا ہے۔ حق سبحانہ تعالے اپنی طلب کی کرامت عطا کر کے جو کچھ مطلوب کے منافی ہے۔ اسے پورا پورا گریز نصیب کرے۔ بحرمت سید البشر المحار عن زیغ البصر وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات۔

۱۔ گرامی نامہ موصول ہوا۔ چونکہ یہ نامہ طلب اور شوق کا مضمون اور درد اور پیاس کی خبر دینے والا تھا۔ بہت ہی بھلا معلوم ہوا۔ کیونکہ طلب مطلوب کے حصول کی خوشخبری دینے والی ہے۔ اور وصول مقصود کے مقدمہ میں ایک عزیز فرماتے ہیں اگر تجھے خواہش ہے۔ تو اس کو پورا کیا جاتا ہے۔ طلب کی دولت کے حصول کی خواہش کو نعمت عظمیٰ جان کر جو کچھ اس کے مخالف ہو۔ اس لیئے پورا پورا گریز اختیار کرنا چاہیے تاکہ ایسا نہ ہو۔ کہ اس میں کسی قسم کا فتور پیدا ہووے اور اس حرارت میں سردی کی

تاثیر دکھائے ۔ یعنی خواہش کے جوش میں کمی پیدا ہو جائے ۔ اور اسکی حفاظت کے بڑے بڑے اسباب میں شکر پر قیام کرنا لازم ہے ۔ اور اس دولت کے حصول پر بموجب لئن شکرتم لازیدنکم (اے بندو اگر تم میرے انعامات و احسانات پر شکر کرو گے ۔ تو میں ان میں زیادتی کر دونگا) عمل کرنا لازم ہے ۔ اور اللہ تعالے جل شانہٗ کی جناب میں عجز و انکساری کی ہمیشگی ضروری ہے ۔ تاکہ اسکی طلب کی وجہ کو (اپنے زائل ہونے والے جمال کے کعبہ سے مصروف (پھرا ہوا) نہ کرے ۔ اگر عجز و انکسار کی حقیقت حاصل حاصل نہ ہو سکے ۔ تو عجز و انکسار کی ظاہری صورت کو نہ چھوڑنا چاہئیے ۔ (ان لم تبکوا تباکوا اگر تم رو نہیں سکتے تو رونی صورت ہی بناؤ) اس کے بیان میں ہے ۔ اور اس قسم کی محافظت کامل شیخ کے وصول ہونے کیوقت تک ہے ۔ اس کے بعد اپنی تمام مرادات کو کامل مکمل بزرگ کے سپرد کر دینے میں موجود ہے ۔ اس کی مثال یہ ہے ۔ کہ میت غسال کے اختیار میں ہے غسال جس قسم کا تصرف میت میں کرے ۔ وہ عین مناسب ہے ۔ اول فنا فنا فی الشیخ ہے ۔ اور یہی فنا فنا فی اللہ کا وسیلہ ہے ۔

ز آن روئے کہ چشم تست احول
معبود تو پیر تست اول

اے انسان اس وجہ سے کہ تیری آنکھ بھینگی ہے ۔ یعنی اللہ تعالے جل شانہٗ کی معرفت کو کما حقہٗ دیکھنے کی قابلیت نہیں رکھتی ہے ۔ اس لئے تیرا اول معبود تیرا پیر ہی ہے ۔ یعنی تو معبود کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکتا ہے ۔ اور پیر میں یہ قابلیت موجود ہے ۔ کہ وہ حقیقی معبود کو بہت ہی خوب جانتا ہے ۔ اس لئے وہ وسیلہ بن کر تجھے معبود حقیقی کے آستان پر لے جاتا ہے ۔

کیونکہ افادہ (فائدہ پہنچانا) و استفادہ (فائدہ حاصل کرنا) کا طریق طرفین (بندہ و خدا و پیر و مرید) میں مناسبت ہونے پر مبنی ہے ۔ شروع میں طالب کمال دنائت (کمینگی) و خباثت کیوجہ سے اللہ تعالے جل شانہٗ کی بارگاہ اقدس میں مناسبت نہیں رکھتا ہے اس لئے طالب اور خدا کے درمیان برزخ (واسطہ) درکار ہے ۔ اور وہ برزخ شیخ کامل مکمل کی ذات ہے ۔ اور سب سے مضبوط فتور طالب کی ذات میں شیخ ناقص

کی طرف رجوع کرتا ہے۔ شیخ ناقص جس نے جذبہ اور سلوک سے اپنی ذات میں قابلیت نہیں پیدا کی ہے۔ اور شیخی کی مسند پہ بیٹھا ہوا ہے۔ طالب کیلئے اس کی صحبت زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے۔ اور اس کیطرف رجوع کرنا ہلاک کرنے والی بیماری کی مانند ہے۔ طالب کی اعلیٰ قابلیت کو اس قسم کی صحبت پستی میں لاتی ہے۔ اور عرش سے فرش پر ڈال دیتی ہے۔ مثلاً وہ مریض جو کہ اپنی بیماری کا علاج ناقص طبیب سے کراتا ہے بلاشبہ مرض میں زیادتی پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور مرض کے دور ہونے کی قابلیت کو ضائع کر دیتا ہے۔ اگرچہ اتفاق سے ایسا بھی ہو جاتا ہے۔ کہ ابتدا میں ناقص طبیب کے علاج سے مرض میں کمی ہو جاتی ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ علاج اس کے لئے مضر ہے برخلاف اس کے اگر وہ مریض کسی حاذق حکیم کیطرف رجوع کرتا ہے۔ تو وہ حاذق حکیم اس مرض کو جڑ سے اکھاڑنے کیلئے پہلے پہل اسکی طبیعت کو مسہلات سے صاف کرتا ہے بعد میں اس مرض کو دور کرنے کا علاج کرتا ہے۔ اور انشاءاللہ یقیناً وہ کامیاب ہو جاتا ہے اندریں حالات طالب کو لازم ہے۔ کہ وہ شیخ کامل مکمل کی خدمت اقدس میں حاضر ہو۔ تاکہ وہ ابدی زندگی حاصل کر سکے۔ ناظرین کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت قبلہ عالم دعالمیان امیر ملت عظیم البرکات منبع عرفان حضرت حافظ۔ حاجی۔ محدث۔ صوفی۔ پیر سید پیر جماعت علیشاہ صاحب علی پور سیدان شریف ضلع سیالکوٹ کے آستانہ علیہ پر حاضر ہو کر سعادت دارین حاصل کریں۔

۳۔ ان بزرگواروں (مشائخ نقشبندیہ) قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریق کا مدار صحبت پر ہے۔ گفت و شنید سے کوئی عقدہ نہیں کھلتا۔ بلکہ طلب میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ گمان غالب ہے۔ کہ چند عرصہ کے بعد دہلی اور آگرہ کی طرف آنے کا اتفاق ہوگا اگر آپ بذات خود تشریف لائیں۔ اور بالمشافہ کچھ حاصل کر کے جلدی واپس چلے جائیں تو اس میں گنجائش ہے۔ اس سے زیادہ تکلف کا باعث ہے۔ باقی سوالات کے جوابات کی نسبت اتنا بتانا کافی ہے۔ کہ جناب مشیخت پناہی معارف آگاہی میاں شیخ تاج الدین کا وجود اس صوبہ میں غنیمت ہے۔ لیکن آپکی قابلیت کو ان کے طریق سے مناسبت کم ہے

مناسبت کے رابطہ کے بغیر مطلوب کا حصول مشکل ہے۔ ان سے دریافت کریں۔ آئیندہ آپ کا اختیار ہے۔ کبھی کبھی اپنے حال کی اطلاع بذریعہ ڈاک دیدیا کریں۔ تاکہ اس طرف سے کچھ تحریر کیا جائے۔ مناسب ہے۔ کیونکہ اخلاص کا سلسلہ اسطرح سے ہمیشہ متحرک رہتا ہے۔

مکتوب باسٹھ ۶۲

میرزا حسام الدین احمدؒ کے نام اس بیان میں کہ جذبہ جوکہ سلوک سے پہلے ہے۔ مقاصد سے نہیں ہے۔ بلکہ سلوک کی منزلوں کو آسانی سے طے کرنے کا وسیلہ ہے۔ اور جذبہ جوکہ سلوک کے بعد ہے۔ وہ اصلی مقصد ہے۔ اور جو کچھ اس کے مناسب ہے۔ تحریر کیا گیا ہے۔ الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔

وصول کے طریق کے دو حصے ہیں۔ جذبہ و سلوک یا دوسری عبارت میں ان کا نام تصفیہ و تزکیہ ہے۔ وہ جذبہ جوکہ سلوک پر مقدم ہے۔ مقاصد سے نہیں ہے اور وہ تصفیہ جوکہ تزکیہ سے پہلے ہے۔ وہ مطالب سے نہیں ہے۔ جذبہ جوکہ سلوک کو تمام کرنے کے بعد ہے۔ اور تصفیہ جوکہ تزکیہ کے حصول کے بعد ہے۔ اس کا نام سیر فی اللہ ہے۔ اور مطلوبہ مقاصد میں سے ہے۔ پہلا تصفیہ و جذبہ سلوک کے طریقوں کی آسانی کے لئے ہے۔ سلوک کے بغیر عقدہ کشائی نہیں ہوتی ہے۔

اور منازل کو طے کرنے کے بغیر مطلوب کا جمال میسر نہیں ہوتا ہے۔ جذبہ ادنیٰ آخری جذبہ کی مانند ہے۔ حقیقت میں ان کو ایک دوسرے سے مناسبت نہیں ہے۔ پس اندراج نہایت در بدایت جوکہ اس سلسلہ عالیہ کے مشائخ میں ہے۔ صورت نہایت کا اندراج بدایت میں ہے۔ ورنہ حقیقت میں نہایت کی حقیقت کی بدایت میں گنجائش نہیں ہے اور نہایت کو بدایت سے مناسبت نہیں ہے۔ اس بحث کی تحقیق اس رسالہ میں جوکہ حقیقت کی تحقیق جذبہ و سلوک اور ایسی ہی باتوں کے بیان میں تحریر کیا ہے۔ اور اس میں اس کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ حاصل کلام صورت کا عبور ضروری حقیقت سے بہتر ہے۔ اور صورت میں حقیقت سے اکتفا دوری ہے۔ حققنا اللہ سبحانہ با لحقیقہ

الحقۃ وفیہا عن الصورت الباطلۃ بحرمت النبی المختار وآلہ الابرار علیہ وعلیہم
من الصلوات اکملہا ومن التحیات افضلہا : ۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ ہم کو حقیقت
الحقہ کی طرف راہ دکھلائے۔ اور صورت باطلہ سے مصئون ومحفوظ رکھے بطفیل سرور عالم
ان پر اور ان کی آل پر ہزاروں درود اور تحیات نازل فرمائے ۔

۲ ۔ اندراج نہایت در بدایت حضرات مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا دستور ہے ۔
کہ وہ سالک کو پہلی بار مرید کرنے میں جو طریق اختیار فرماتے ہیں ۔ وہ طریق نہایت ہی مناسب
اور اعلیٰ درجہ کا ہے ۔ پہلے سالک سے اپنی سابقہ تقصیرات سے توبہ کراتے ہیں ۔ ازاں بعد
بذریعہ توجہ مراقبہ سالک کو اسم ذات کی تلقین فرماتے ہیں جس سے سالک کا قلب جاری
ہوجاتا ہے ۔ اور وہ ابتدا میں ہی منزلِ مقصود پر پہنچ جاتا ہے ۔ اور دنیا ومافیہا سے قطع
تعلق کرکے اللہ تعالےٰ جل شانہٗ سے وابستہ ہوجاتا ہے ۔ حالانکہ دوسرے سلاسل
کے مشائخ کے مریدوں کو بہت سی ریاضت اور مشقت کے بعد یہ بات حاصل ہوتی ہے
یا یوں قیاس کیجئے ۔ کہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے غلاموں کو ابتدا ہی میں وہ حاصل ہوجاتا
ہے ۔ جو کہ دوسرے مشائخ کے غلاموں کو انتہا میں حاصل ہوتا ہے ۔

مکتوب تریسٹھ

سیادت پناہی ونقابت دستگاہی شیخ فرید کے نام اس بیان میں انبیاء صلوٰت
اللہ تعالیٰ وتسلیماتہٗ اصول دین میں متفق ہیں ۔ اور ان بزرگواروں کا اختلاف فروع
میں ہے ۔ اور انکے بعض متفقہ حکموں کے بیان میں تحریر کیا ہے ۔ ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم
علیٰ جادۃ اباءکم الکرام علیہم افضلہم اصالۃً وعلیٰ بواقیہم متابعۃً الصلوٰۃ والسلام
انبیاء صلوات اللہ تعالیٰ وتسلیماتہ وبرکاتہ علیٰ جمیعہم عموماً وعلیٰ افضلہم خصوصاً
اللہ تعالےٰ ہم کو اور آپ کو آپ کے آبائے واجداد کے طریق پر ثابت قدم رکھے ۔ ان میں سب
سے افضل پر اصالتاً اور باقی انبیا کی متابعت پر اللہ تعالےٰ کا درود وسلام ہو ۔ انبیا
کی جماعت پر عموماً اور ان میں سب سے افضل پر خصوصاً ۔

۱۔ ان بزرگواروں کے ذریعے سے عالم نے ابدی نجات کی سعادت حاصل کی ہے
اور دائمی ذلت و رسوائی سے خلاصی حاصل کی ہے۔ اگر ان کا وجود شریف نہ ہوتا۔ تو حق سبحانہ
تعالےٰ جو کہ مطلق غنی (بے نیاز) ہے۔ جہاں کو اپنی ذات وصفات اور پاکیزگی کی خبر نہ دیتا۔ اور
اس کا راستہ نہ دکھایا جاتا۔ اور کوئی اسکو نہ پہچانتا۔ اور اوامر (احکام) و نواہی (برائیوں سے روکنا)
سے جو کہ اس نے اپنے محض فضل و کرم سے بندوں کو محض انکے فائدہ کے لئے مکلف کیا ہے
تکلیف نہ دیجاتی۔ اور اس کی رضامندی اور نارضامندی سے تمیز نہ ہوسکتی پس اس نعمت عظمیٰ
کا شکر کس زبان سے ادا ہوسکتا ہے۔ اور کس کی مجال تھی۔ کہ اس سے بر سر آسکے۔

الحمد للہ الذی انعم علینا وھدٰنا الی الاسلام وجعلنا من مصدقی الانبیاء
علیہم الصلوٰۃ والسلام اس اللہ تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ ان نعمتوں کے عطا کرنے پر
اور ہم کو اسلام کیطرف راہ دکھلانے پر اور ہم کو ان کے تصدیق کرنیوالا بنایا۔ ان پر درود وسلام
ہو۔ یہ بزرگوار اصول میں متفق ہیں۔ ان سب کی ایک ہی بات ہے۔ اللہ تعالےٰ کی ذات و
صفات و پاکیزگی و حشر و نشر اور رسولوں کے بھیجنے پر اور فرشتوں کے نازل کرنے پر
اور وحی کے ورود اور بہشت کی نعمتوں اور دوزخ کے عذاب پر ہمیشگی کے طریق سے۔ ان
سب باتوں میں انبیاء کرام علیہم السلام کا ایک ہی مذہب ہے۔ اور ان میں سر مو تفاوت نہیں
ہے۔ انکا اختلاف بعض احکام میں ہے۔ جو کہ دین کی فروع سے متعلق ہے۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ
نے ہر ایک زمانہ میں ہر ایک اولوالعزم پیغمبر پر بعض احکام وحی کے ذریعے سے بھیجے۔ اور مخصوص
احکام کے بجالانے کا حکم دیکر نسخ اور تبدیل کو احکام شرعیہ میں دینی مصلحت اور دانائی سے
جاری رکھا ہے۔ اور بہت دفعہ ایسا ہوا ہے۔ کہ ایک پیغمبر صاحب شریعت پر مختلف احکام
مختلف اوقات میں نسخ اور تبدیل کے طریق پر جاری کئے ہیں۔ اور ان بزرگواروں کے
متفقہ کلمات میں سے غیر حق کی عبادت کی نفی ہے۔ اور اسکی پاکیزہ ذات وصفات میں شرک
کرنے سے روکنا ہے اور بعض مخلوقات میں سے بعض دوسرے اللہ تعالےٰ جل شانہ کی الوہیت
میں شامل نہ کرنا ہے۔ یہ حکم انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔ اور ان کی متابعت کے ماسوائے کسی قوم کو
اس نعمت عظمیٰ سے مشرف نہیں کیا ہے۔ اور ماسوائے انبیاء کے کسی دوسری مخلوق سے

ان کلمات کی نسبت کلام نہیں کیا ہے۔ نبوت کے منکر اگرچہ خداوند کریم جل شانہ کو واحد بیان کرتے ہیں۔ ان کا حال دو امر سے خالی نہیں ہے۔ اول یا تو وہ اہل اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔ یا وجوب میں واحد وجود کو جانتے ہیں۔ نہ عبادت کے حق میں اور اہل اسلام کے نزدیک تو وجوب میں وجود واحد ہے۔ اور عبادت کے حق میں بھی۔

۲۔ کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ مراد باطل معبودوں کی نفی، اور معبود حق کی تصدیق ہے اور دوسری بات جو کہ ان بزرگوں سے مخصوص ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انبیا کرام اپنے آپ کو بشر خیال کرتے ہیں۔ باقی تمام لوگوں کی مانند اور آلہ معبود حق کو جانتے ہیں۔ اور لوگوں کو اس کیطرف دعوت دیتے ہیں۔ اور اسکو حلول و اتحاد سے برا بیان کرتے ہیں۔ نبوت کے منکروں کی یہ حالت نہیں ہے۔ بلکہ ان کے سردار الوہیت کے مدعی ہیں۔ اور حق سبحانہ تعالےٰ کا حلول اپنی ذات میں ثابت کرتے ہیں۔ اور عبادت کا حق اور الوہیت کا نام اپنی ذات پر کرتے ہیں۔ جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ بندگی دائرے سے نکل کر برے برے اعمال اور افعال میں پڑ جاتے ہیں۔ اور اسکے جائز ہونے کا راستہ بتلاتے ہیں۔ اور گمان کرتے ہیں۔ کہ اللہ کسی چیز سے ممنوع نہیں ہے۔ اور جو کچھ کرتے ہیں۔ اسے جائز سمجھتے ہیں۔ ضلوا فاضلوا فویل لہم و الاتباعہم و الاشیاعہم وہ گمراہ ہو گئے پس بہت ہی گمراہ ہوئے۔ ان کے پیروکاران اور گروہوں پر ویل ہے۔ دوسری بات جس پر انبیا علیہم الصلوات والتسلیمات متفق ہیں۔ اور منکروں کو اس سے کچھ بھی بہرہ نہیں ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انبیا کرام ملائکہ کے نزول پر جو کہ معصوم مطلق ہیں اور تعلق و تلوث نہیں رکھتے ہیں۔ جبرائیل کو کلام ربانی کا امین جانتے ہیں۔ پس انبیا جو بیان کرتے ہیں۔ حق سبحانہ کیطرف سے بیان کرتے ہیں۔ اور جن احکام کے ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ خدا کیطرف سے دیتے ہیں۔ ان بزرگوں کے اجتہادی احکام بھی وحی کی مدد سے ہیں۔ اگر ان سے کوئی لغزش ہو جاتی ہے۔ تو رب العالمین فوراً وحی کے ذریعے سے لغزش پہ مطلع کر دیتا ہے۔ منکروں کے سردار جو کہ الوہیت کے مدعی ہیں۔ جو کچھ بیان کرتے ہیں۔ اپنی طرف سے بیان کرتے ہیں۔ اور طرہ یہ کہ وہ اپنی بتائی ہوئی باتوں کو درست خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ ان نابکاروں کو اپنی الوہیت کا فاسد گمان ہوتا ہے۔ پس انصاف درکار ہے جو شخص کمال

حماقت اور دنائت کیوجہ سے اپنے آپکو معبود جانتا اور عبادت کا مستحق خیال کرتا ہے۔ وہ ناشائستہ اور فاسد گمان سے بڑے بڑے افعال کرتا ہے۔ اسکی باتوں کا کیا اعتبار ہے۔ اور اس کی پیروی سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔

سالیکہ نکو است از بہارش پیدا۔ اچھا سال اپنی بہار سے معلوم ہو جاتا ہے۔

۳۔ اس قسم کی باتوں کا اظہار زیادہ وضاحت سے کیا گیا ہے ورنہ حق باطل سے جدا ہے۔ اور نور تاریکی سے زیادہ ظاہر ہے۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اللھم ثبتنا علی متابعۃ ھولاء اکابر علیھم الصلوات والسلام اولاً و آخراً۔ اے رسول اللہ کہہ دو کہ حق آیا اور باطل نیست ہو گیا تحقیق باطل نیست ہونیوالا تھا۔ اے اللہ ہم کو ان اکابر کی پیروی پر ثابت قدم رکھیو۔ ان پر اول اور آخر میں صلوٰۃ اور تسلیم ہو۔ مقصود یہ ہے۔ کہ سیادت پناہی پیر کمال کو آپ بہتر جانتے ہیں۔ انکی نسبت تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنی بات ضرور ہے۔ کہ کچھ عرصہ سے بندہ انکی دوستی سے محفوظ ہے۔ مدت ہوئی کہ وہ بندہ (مجدد) کے در دولت کی آستان بوسی کا خیال رکھتے تھے۔ لیکن اس اثنا میں ان پر ضعف طاری ہو گیا۔ مدت تک صاحب فراش رہے فراغت کے بعد ملازمت علیہ کیطرف متوجہ ہو کر عنایت کے امیدوار ہیں۔ نسخ۔ تبدیل وجوب۔ وجود واحد۔ اثبات۔ آلہ باطلہ۔ حلول۔ اتحاد۔ الوہیت۔ تعلق۔ تلوث۔ امین۔ زعم وغیرہ الفاظ قابل غور ہیں۔

اثبات۔ ثابت کرنا۔ الوہیت مستحق عبادت ہونا۔ امین امانت اور خیانت نہ کرنیوالا تبدیل بدلنا۔ تلوث پاکیزہ نہ ہونا۔ تعلق لگاؤ۔ آلہ باطلہ جھوٹا خدا۔ اجتہادی احکام۔ وہ احکام جو اپنی کوشش سے اخذ کئے جاتے ہیں۔ نسخ رد کرنا۔ دور کرنا۔ وجوب واجب ہونا۔ ذات کا اپنے وجود کا تقاضا کرنا۔ اور اسکا عدم ناممکن ہونا کبھی مراد حق تعالےٰ۔ وجود۔ ذات ہستی زندگی۔ حلول ایک چیز کا دوسری میں اس طرح گھسنا کہ تمیز نہ ہو سکے۔ ہندی اُتار

مکتوب ہذا اپنی حضرت مجدد صاحبؒ نے شرعی عقلی دلائل سے اس بات کو ثابت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ جل شانہ کی ذات میں کسی قسم کی شرکت جائز نہیں۔ اور اس کا حصول

انبیاء کرام علیہم السلام کی پیروی اور تعلیم پر عمل کرنے کے بغیر مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس غرض کیلئے مختلف اوقات مختلف پیغمبر مبعوث کئے۔ ان میں اولوالعزم کی شرائع میں ضروریات زمانہ کے لحاظ سے نسخ اور تبدیلی ہوتی رہی۔ وہ سب دو باتوں میں متفق ہیں۔ اول معبودات باطلہ کی نفی اور اپنے آپ کو دوسرے لوگوں کی مانند بشر خیال کرنا۔ فرشتوں کا معصوم مطلق ہونا۔ انکے ذریعے شرعی احکام حاصل کرکے بذات خود اس پر عمل کرنا۔ اور باقی تمام مخلوقات کو اسکی طرف دعوت دینا۔ اور ثابت کیا ہے۔ کہ مذاہب باطلہ کے رئیس اگر خدا کو واحد جانتے ہیں۔ تو وہ اہل اسلام کی تقلید کا نتیجہ ہے۔ یا اس بات کا ثمرہ ہے۔ کہ وہ وجود و احد (خدا) کے وجوب (واجب ہونا) کے قائل ہیں۔ منکران نبوت اپنے آپ آلہ خیال کرکے اپنی ذاتی عبادت کا مستحق خیال کرتے ہیں۔ اس لئے منکران نبوت کے رؤسا اور متبعین گمراہ ہیں۔ ان کی تعلیم پر عمل کرنا ابدی ہلاکت پر منتج ہوتا ہے۔

مکتوب چونسٹھ ۶۴

مکتوب نہ اسی سیادت و نقابت پناہی شیخ فرید کے نام جسمانی اور روحانی لذت اور رنج جسمانی مصائب پر تحمل کی تحریص کے بیان میں اور نیز جو کچھ اسکے مناسب ہے تحریر کیا گیا ہے۔

سلمکم اللہ و عافاکم فی الدارین بحرمۃ سید الثقلین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات۔ اللہ تعالے دارین میں آپ کو سلامت اور عافیت سے رکھے بخدمت سرکار دو عالم حضور سرور عالم ان پر درود وسلام ہو۔

۱۔ دنیا کی لذت اور رنج دو قسم جسمانی و روحانی پر مبنی ہے۔ جن چیزیں جسم کو لذت حاصل ہوتی ہے۔ روح کو اس میں رنج ہوتا ہے۔ جن سے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ روح کو اس سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ پس روح اور جسم ایک دوسرے کے نقیض واقع ہیں۔ اس دنیا فانی میں روح جسم کے مقام میں تنزل کئے ہوئے ہے اور جسم اور جسمانی میں گرفتار ہے اس لئے روح بھی جسم کی حالت میں ظاہر ہوئی ہے۔ اس کی لذت سے متلذذ ہوئی ہے اور اسکی تکلیف سے متألم ہے عوام کالانعام کا مرتبہ ثم رددناہ اسفل سافلین ہے

پھر ہم اسکو اسفل السافلین کیطرف لوٹاتے ہیں۔ افسوس ہزار افسوس اگر روح اس گرفتاری سے رہائی نہ پائے۔ اور اپنے اصلی وطن کی طرف رجوع نہ کرے۔

گشت محروم از مقام محرمی
پایۂ آخر آدم است و آدمی

بنیت از وے ہیچکس محروم تر
گر نہ گردد باز مسکین زین سفر

کائنات کی آخری تکمیل انسان ہے۔ اور انسان مقام محرمی (خدا کی معرفت) سے محروم ہے۔ اگر مسکین (آدمی) اس سفر سے واپس نہ آئے۔ تو اس سے زیادہ کوئی بھی محروم نہیں ہے۔ شاعر کا مقصد بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ انسان باوجود اشرف مخلوقات کے لقب سے ملقب ہونے کے اس دار ناپائدار میں آباد ہو کر اپنے آپ کو قعر مذلت میں ڈال دیتا ہے یعنی خدا کی معرفت سے بے بہرہ رہتا۔ اگر وہ جلد اس بھول بھلیاں سے نکلکر اپنے اصلی وطن میں آباد ہو کر اللہ تعالے (جل شانہ) کی رضامندی حاصل کرنے کی کوشش نہ کرے تو اس سے بڑھکر مخلوقات میں سے کوئی بھی محروم نہیں ہے۔

۲۔ روح کی بیماری کی وجہ ہے۔ کہ وہ اپنے دکھ کو راحت خیال کرتی ہے۔ اور راحت کو دکھ جانتی ہے۔ اسکی مثال اس صفراوی مزاج انسان کی سی ہے۔ جو کہ صفرا کی بیماری کی وجہ سے میٹھی چیز کو کڑوا خیال کرتا ہے۔ پس عقلمندوں کو لازم ہے۔ کہ وہ اس صفرا کی بیماری کو دور کرنے کی فکر کریں۔ تاکہ وہ جسمانی مصیبتوں اور تکلیفوں میں خوش و خرم زندگانی بسر کرے۔

صد ہزاران جان بباید باختن
از پی این عیش و عشرت ساختن

اس قسم کی عیش و عشرت کے مہیا کرنے کیلئے لکھو کھہا جانیں نثار کرنی چاہییں

جب بغور ملاحظہ کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر دنیا میں دکھ درد اور مصیبت نہ ہوتی۔ تو اسے کوئی ایک جو کے بدلے بھی نہ خریدتا۔ اسکی ظلمتوں کو واقعات اور حادثات زائل کر دیتے ہیں۔ حادثات کی کڑواہٹ کڑوے دارو کی مانند ہے۔ جو کہ مفید ہوتا ہے اور اس سے مرض کا ازالہ ہو جاتا ہے۔ یعنی بیماری دور ہو جاتی ہے۔ اس فقیر (محمد صاحب رح) نے محسوس کیا ہے۔ کہ عام دعوتوں میں جو کھانا پکایا جاتا ہے۔ اس میں نیت کا خلوص نہیں ہوتا اور دعوت کھانیوالوں کی ایک جماعت وعدت کو شکوہ و شکایت پر ختم کرتی ہے۔ اور طعام

اور صاحب طعام کی برائی کرتی ہے۔ اور کھانا پکانیوالے کو دل شکستگی حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کی یہی شکستگی اس ظلمت کو جو کہ کھانے میں پیدا ہوگئی تھی۔ خلوص کے نہ ہونے کیوجہ سے ازالہ (دور کرنا) کرتی ہے۔ اور قبولیت کیطرف نہیں لاتی۔ اگر اس جماعت کا شکوہ نہ ہوتا۔ اور صاحب طعام کے قلب کا انکسار نہیں ہوتا ہے۔ پس وہ کھانا کدورت اور ظلمت سے بھر جاتا ہے۔

اس صورت میں قبولیت کی کیا گنجائش ہے۔ پس کام کا مدار شکستگی اور آزردگی پر ہے۔ اور ہم نازپروردگان اور عیش وعشرت کے متلاشیوں کے بہت مشکل ہے۔ کہ منزل مقصود پر پہنچ سکیں۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ہم نے جن اور انسان کو پیدا نہیں کیا۔ مگر اس لئے کہ وہ ہماری عبادت کریں۔ نص قاطع ہے اور عبادت کا مطلب ذلت اور انکساری ہے۔ پس انسانی پیدائش کا مقصد اس کی خواری ہے۔ خصوصاً مسلمانوں اور دینداروں کیلئے کیونکہ دنیا ان کے لئے قیدخانہ کا حکم رکھتی ہے الدنیا سجن للمومنین وجنت للکافرین قیدخانہ میں عیش وعشرت کی تلاش عقلمندی سے بعید ہے۔ پس انسان کو تکلیف اٹھانے کے سوا چارہ کار نہیں ہے۔ اور بوجھ اٹھانے کی مشقت کے سوا گزارہ نہیں ہے۔ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ ہم کمزوروں اور ضعیفوں کو اس پر استقامت نصیب فرمائے۔ بجرمت حبیکم الامجد علیہ وعلی آلہ من الصلوات اتمہا ومن التحیات اکملہا۔

مکتوب ۶۵

خان اعظم کے نام اسلام کے ضعف پر تاسف اور تلہف اور مسلمانوں کی خواری اور اہل اسلام کی تقویت پر لالچ دلانے اور احکام کے جاری کرنے کے بیان میں تحریر کیا ہے۔ تاسف ایسے کام کے صادر ہونے پر افسوس کرنا جس کا کرنا برا ہو۔ تلہف کسی ایسے کام کے نہ کرنے یا کسی ایسی چیز کے ہاتھ سے جاتے رہنے پر افسوس کرنا جسکا کرنا یا ہونا مفید تھا۔

ایدکم اللہ سبحانہ علی اعداء الاسلام سے اعلاء الاحکام

مخبر صادق علیہ و علی آلہ حسن الصلوات افضلہا ومن التسلیمات اکملہا فرمودہ

است اللہ تعالے جل شانہ دشمنان کے مقابلے اور مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام

جاری کرنے میں آپ کی مدد کرے۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ۱ الاسلام بدیٔ غریبا وسیعود کما بدء فطوبیٰ

للغربا۔ اسلام کی اشاعت کی ابتدا غربوں میں ہوئی۔ اور عنقریب لوٹ جائے گی۔

اس طرف جہاں کہ ابتدا ہوئی۔ پس غربا کے لئے خوشخبری ہے سب سے پہلے جن لوگوں نے

اسلام قبول کیا۔ وہ غربا تھے۔ کیونکہ دنیاوی وجاہت حق کو قبول کرنے میں مانع ہوتی ہے

اگرچہ بعد میں بڑے بڑے سرکش اور جبار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ حضور فرماتے ہیں

کہ قرب قیامت میں اگر اسلام کا وجود پایا جائے گا۔ تو انہی کمزوروں اور ناتوان غریبوں

میں پایا جائے گا۔ پس ان کے لئے خوشخبری ہے۔

۱۔ اسلام کی غربت اس حد تک پہنچ گئی ہے۔ کہ کفار برملا اسلام میں طعن

اور مسلمانوں کی برائی کرتے ہیں۔ اور بے خوف وخطر کفریہ احکام کے اجرا اور

کافروں کی مدح بازاروں اور کوچوں میں کرتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو اسلامی احکام

کے جاری کرنے سے منع کیا جاتا ہے۔ شریعت کی پیروی کرنے میں انکو مذموم و مطعون

کیا جاتا ہے۔

پری نہفتہ رخ و دیو از کرشمہ و ناز ۔ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

پری (خوبصورت مہ جبین نازنین) نے منہ چھپایا ہوا اور دیو بد صورت کندہ

ناتراش، کرشمہ اور ناز کر رہا ہے، حیرانی کیوجہ سے عقل جل گئی۔ کہ یہ کیا بوالعجبی ہے

یعنی تعجب کی بات ہے۔ مذہب حقہ اسلام کی اشاعت کو روکا جاتا ہے۔ اور

کفر کی اشاعت ہو رہی ہے۔ عجیب تماشہ ہے۔

۲۔ سبحان اللہ وبحمدہ الشرع تحت السیف وشرع تلوار کے ماتحت

ہے، فرمایا ہے۔ اور شرع شریف کی رونق سلاطین سے وابستہ ہے۔ یہ قضیہ

واحسرتا وندامتا واویلاھم
الٹا ہوگیا ہے۔ اور معاملہ انقلاب کا پیدا ہوگیا ہے۔
آج آپ کے وجود کو غنیمت جانتے ہیں۔ اور اس ضعیف اور شکست خوردہ معرکہ
میں آپ کی ذات کے سوا کسی کو بہادر نہیں جانتے ہیں۔ حق سبحانہٗ آپکا مؤید اور ناصر
ہو۔ بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد علیہ وعلیہم الصلوات والتسلیمات والتحیات والبرکات
حدیث شریف میں وارد ہے۔ من یومن احدکم حتی یقال انہ مجنون۔ تم میں سے
ایک بھی مومن نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ یہ مجنون ہے۔ اس وقت
میں وہ جنون جسکی بنا اسلام کی غیرت کی زیادتی ہے۔ آپ کی طبیعت میں محسوس ہے
الحمد للہ علی ذالک آج کا دن وہ دن ہے۔ کہ تھوڑے سے عمل
کو بڑے سے بھاری اجر کے بدلے قبول کیا جاتا ہے۔ اصحاب کہف کے اعمال سے
ہجرت علی کے سوا اور کوئی عمل ظاہر نہیں ہے۔ جسکا اللہ کے نزدیک اتنا اعتبار
ہوگیا ہے۔ فوجی اگر دشمن کے غلبے کے وقت تھوڑی سی کوشش کریں۔ تو ان
کا اعتبار بہت بڑھ جاتا ہے۔ برخلاف اس کے امن و سکون کے زمانہ میں اور دشمنوں
سے تسلی کے وقت میں بڑی بڑی قربانیوں کی کچھ وقعت نہیں ہوتی ہے۔ اور قومی جہاد
جو کہ آج آپ کو حاصل ہے۔ جہاد اکبر ہے۔ اس کو غنیمت خیال کریں۔ اور ہل من
مزید (اور زیادہ عطا کیا جائے) کا نعرہ لگائیں۔ اور اس قومی جہاد کو قتل کرنے
والے سے بہتر قیاس کریں ہمارے جیسے بدسرت و پا فقیر دمحبہ د صاحب اس دولت
سے محروم ہیں۔ ھنیئاً لارباب النعیم نعیمہا وللعاشق المسکین ما یتجرعہ
ارباب نعیم نعمت والوں کو انکی نعمتیں مبارک ہوں۔ مجھ عاجز مسکین کے لئے جرعہ جرعہ
نوش کرنا ہی کافی ہے

دادیم ترا ز گنج مقصود نشان — گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

ہم نے آپ کو مقصود کے خزانے کا نشان تبلا دیا ہے۔ اگر ہماری رسائی وہاں تک نہ ہو
تو شاید تجھے رسائی ہو جائے۔

حضرت خواجہ احرار قدس اللہ تعالے فرماتے ہیں۔ اگر میں شیخی کا کام کرنے لگوں۔ تو کسی شیخ کو دنیا میں کوئی مرید نہ ملے۔ یعنی میرے سوا کوئی کسی شیخ کیطرف رجوع نہ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے ذمّہ ایک اور کام لگایا ہوا ہے۔ اور وہ کام شریعت کی ترویج اور ملّت کی تائید ہے۔ لاچار میں سلاطین کی صحبت میں جاتا ہوں اور اپنے تصرف سے انکو مطیع کرتا ہوں۔ اور انکے وسیلہ سے شریعت کا رواج جاری کیا جاتا ہے۔ التماس یہ ہے۔ کہ چونکہ حق سبحانہ نے اس خانوادہ بزرگ کے اکابر کی محبت کی برکت سے آپکی بات میں تاثیر بخشی ہے۔ اور آپ کی مسلمانی کی عظمت آپ کے ہمعصروں کی نظر میں ظاہر ہوگئی ہے۔ کوشش کریں۔ کہ کم از کم کفارہ کے بہت سے احکام جنہوں نے کہ اہل اسلام میں شوخی پیدا کردی ہے۔ محو کردئے جائیں۔ اور اہل اسلام ان منکرات سے محفوظ رہیں۔ جزاکم اللہ سبحانہ عنا وعن جمیع المسلمین خیرا لجزاء۔ اللہ سبحانہ تعالےٰ آپکو ہم اور تمام مسلمین کی طرف سے جزاء خیر عطا کرے وہ عناد جو کہ مصطفوی دین میں مفہوم ہوتا ہے۔ اس سلطنت میں ظاہرا وہ عناد نہیں ہے۔ اگر ہے تو عدم واقفیت کیوجہ سے ہے۔ خوف اس بات کا ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اس جگہ بھی کام عناد کیطرف انجام پذیر ہو۔ اور مسلمانوں پر معاملہ زیادہ تنگ ہوجائے۔ جو بیدبر سرایمان خولشیں میلرزم۔ بید کی مانند اپنے ایمان کے سر پر کانپتا ہوں۔ ثبتنا اللہ سبحانہ وایاکم علی متابعۃ سید المرسلین علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات فقیر کبھی تقریب پر اس جگہ آیا ہوا تھا۔ گوارا نہ کیا۔ کہ اپنے آنے کی اطلاع نہ دی جائے۔ اور بعض مفید باتیں تحریر نہ کی جائیں۔ اور عزیزی کی صحبت سے جو کہ فطرت کے مناسب ہے۔ خبر نہ دی جائے۔ قال علیہ السلام من یحب اخاہ فلیعلم اخاہ یعنی جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کو دوست رکھے۔ پس اس محبت کی خبر اس کو کون دے۔ والسلام علیکم وعلی جمیع من اتبع الھدیٰ۔

لہ۔ مکتوب ہذا میں حضرت مجدد صاحب نے خان اعظم کو مخاطب کر کے

تبلایا ہے۔ کہ اس زمانہ میں کفر کی اشاعت علی الاعلان ہو رہی ہے۔ اور اسلام کی اشاعت کا کوئی تسلی بخش انتظام نہیں ہے۔ اس لیئے آپ کو لازم ہے۔ کہ آپ اسلام کی اشاعت میں کوشش کریں۔ اور اس کو تمثیلات سے واضح کیا ہے۔ جن میں پہلی اصحاب کہف کی ہجرت سے کی ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اصحاب کہف کو اسقدر قبولیت اسوجہ سے حاصل ہوئی۔ کہ انہوں نے اپنے زمانہ کے بادشاہ کی متابعت پر اس کے ملک سے ہجرت کی۔ کیونکہ وہ بادشاہ اپنے آپ کو خدا کہلا کر اپنی عبادت کراتا تھا۔ جو اس کا کہنا نہیں مانتا تھا۔ اس کو طرح طرح کے عذاب دتیا تھا۔ دوسرے حضرت احرار قدس اللہ تعالےٰ کی مثال بیان کی ہے۔ کہ وہ سلاطین پر توجہ ڈال کر ان سے اشاعت اسلام کا کام لیتے تھے۔ آخر میں بیان کیا جاتا ہے۔ کہ آپ چونکہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اکابر کے سلسلہ میں منسلک ہیں۔ اور آپ کو سلطنت میں بڑا مرتبہ حاصل ہے۔ اس لیے آپ کو لازم ہے۔ کہ آپ اسلام کی اشاعت کی کوشش کریں۔ فقط۔

یارانِ کہن

امام العارفین مرشد السالکین سیدنا علی مخدوم ہجویری ثم داتا گنج بخش لاہوری نور اللہ مرقدہٗ

ارشادات بنام مریدان

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ غالباً ۴۳۱ھ ہجری بحکم پیر خود خواجہ ابو الفضل بن ختلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوئے۔ اور ٹھیک اسی دن جس دن داتا صاحب لاہور رونق افروز ہوئے

ان کے پیر بھائی شبیر حسین الحانی رح کا جنازہ اٹھ رہا تھا۔ اور اسوقت داتا صاحب کو اپنے پیرو مرشد کے ارشاد لاہور تشریف لے جانے کی حکمت سمجھ میں آئے۔

داتا صاحب رح فرماتے ہیں۔

۱۔ اے میرے مرید دنیا پانی پر کشتی کیطرح تیر رہی ہے۔ یا مثل بیریتہ کے ہے پس تو غوطہ خور بن نہ کہ غرق آب ہو۔

۲۔ کسی کا دل تم سے رنجیدہ نہ ہو۔

۳۔ بادشاہ دین پناہ جو زور ظلم کا اکھاڑنے والا ہو۔ اور رعیت کے دکھ درد۔ نفع ونقصان کے جاننے والا ہو۔ اس کی تعریف کر۔ لیکن اسکی مداحی کسی دنیادی غرض کیلئے نہ ہو۔

۴۔ خوب یاد رکھو۔ کہ طمع بے خواری ہے۔

۵۔ مرشد کو اپنا قبلہ جان اور جان ودل سے اس کی خدمت کرتا رہ۔

۶۔ اے میرے مرید تو میرے دل کا دل کا ٹکڑا ہے۔ کیونکہ تو نیک بخت ہے۔ اپنے وقت کو ہمیشہ پیدا کرنے والے کی یاد میں بسر کر۔ سختی اور محنت سے نہ گھبرا۔ کہ یہی جوانمردی کی نشانی ہے۔

۷۔ تجرید یعنے مجرد رہنا ایک انمول چیز ہے۔ بشرطیکہ تو برداشت کر سکے۔

۸۔ درود شریف کو اپنا وظیفہ بنا کیونکہ درود شریف کے بعد جو دعا مانگی جائے اس کو شرف قبولیت بارگاہ ربانی سے عطا ہوتا ہے۔

۹۔ یتیموں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھ کہ اس کا بڑا اجر ہے مولینا سعدی فرماتے ہیں۔ شعر

چو بینی یتیمے سر افگندہ پیش	مدہ بوسہ بر روئے فرزند خویش
الاتا نگرید کہ عرش عظیم	بلرزد ہمے چوں نگرید یتیم

۱۰۔ فرض کی رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئیں۔

۱۱۔ اے میرے مرید میں نے بہت دنیا دیکھی ہے۔ خدا سے اولاد نیک مانگنی چاہیے بلکہ اگر اپنے آپ میں قوت استقامت پائی جائے۔ اور اس بات پر اعتماد ہو۔ کہ میں سلامت رہوں گا۔ تو عورت ہی نہ کرنی چاہیے۔ عورت ایک بڑی بلا اور عذاب ہے

خواجہ خواجگان ۔ مرشد الکاملین والاکملین حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی نور اللہ تربتہ نے بھی اپنے فرزند رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے وصال سے پیشتر وصیت فرمائی تھی ۔ اور اس وصیت میں فرمایا ۔ اے فرزند اگر ہو سکے ۔ نکاح نہ کرنا ۔ کہ دنیا کا طالب ہو جائے گا ۔ اور دنیا کی طلب میں برباد ہو جائے گا ۔ اگر نفس نکاح کا مشتاق ہو ۔ تو مجاہدہ کرنا ۔ جوانوں عورتوں مردوں اور اہل بدعت سے صحبت نہ رکھنا ۔

۱۲ ۔ اے میرے مرید علم پڑھ ۔ علم سیکھ ۔ اور پھر عمل کر ۔

۱۳ ۔ اے میرے مرید ۔ والدین کا ادب و احترام کر ۔ ماں باپ کے ادب سے خداوند کریم صدر جنت میں جگہ دے گا ۔

۱۴ ۔ اے میرے مرید ۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ عنایت کرے ۔ اس پر راضی رہ ۔ اگر جنگل رہنے کو دے ۔ تو وہیں رہ ۔ اگر آبادی عطا کرے ۔ تو اسی میں خوشی سے گذارہ کر ۔ وطن میں رکھے ۔ تو وہاں ہی رہیو ۔ اور اگر غربت نصیب کرے ۔ تو اس پر راضی ہو جا ۔ اگر گدڑی ملے ۔ تو وہی پہن لے ۔ اور اگر سمور و قاقم ملے ۔ تو اس سے بھی انکار نہ کر ۔ سواری کا گدھا ملے ۔ تو اس پر سوار ہو جا ۔ اگر وہ مولا کریم گھوڑا عطا کرے تو اسے بھی دور نہ کر ۔ الغرض جو کچھ مولیٰ کریم کی بارگاہ سے عطا ہو ۔ اسے بخوشی اور بسر و چشم لے ۔ اور اگر کچھ بھی نہ ملے ۔ تو صبر کر صبر کر ۔ صبر عجیب سا چیز ہے ۔

حافظ شیرازی صاحب لسان الغیب رحمتہ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ؎

نو رضا بداده بده وز جبین گره بکشا ۔ کہ بر من و تو در اختیار نکشوداست

حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے کلمات طیبات

حضرت کی زبان مبارک کا ایک ایک لفظ دُرِ شاہوار سے بھی زیادہ قیمتی ہے ۔ حضور نے اہل دنیا و اہل دین کے لیئے ایک لازوال خزانہ اپنے کلمات طیبات کا اپنی یادگار چھوڑا ہے ۔ اور جو ان پر عمل پیرا ہے ۔ وہ دارین کی سعادتوں سے بہرہ اندوز ہوگا ۔ ناظرین رسالہ کی روحانی غذا کیلئے حضور کے کلمات طیبات و اقوال مختصراً درج کیئے جاتے ہیں ۔

۱ - حال وہ حقیقت ہے - جو خدا کی طرف سے انسان کے دل میں آتی ہے جب وہ حقیقت آئے - تو اسے دور نہیں کر سکتے - اور جب جاہے - تو اسے حاصل نہیں کر سکتے -

۲ - نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل ہے - اور سب مجاہدوں کا کمال ہے

۳ - یہ ضروری نہیں - کہ جو زیادہ مجاہد ہو - وہ زیادہ امن میں ہو - بلکہ جس پر زیادہ خدا کی عنایت ہوتی ہے - وہی قرب ربی کا زیادہ مستحق ہوتا ہے -

۴ - نفس ایک باغی کتا ہے - کتے کا چمڑہ جب تک دباغت اور رنگ نہ کیا جائے پاک نہیں ہوتا -

۵ - تصوف اور معرفت کے طریقہ کی بنیاد اور قاعدہ سب ولایت اور اسکے اثبات پر ہے

۶ - جو لوگ ولی کی معرفت نہ ہونے کے قائل ہیں - ان کا قول معتبر نہیں ہے -

۷ - کرامت ولی اس کے صدق کی علامت ہے -

۸ - ولی کرامتوں سے مخصوص ہے - اور نبی معجزوں سے -

۹ - پیغمبر کی بزرگی اور بلندی رتبہ (علو مراتب) صرف معجزوں میں نہیں ہے - بلکہ ظلمت کی صفائی سے ہے -

۱۰ - سب نبی ولی ہوتے ہیں - مگر کوئی ولی نبی نہیں ہو سکتا -

۱۱ - اپنے سے غائب ہونا حق کی حضوری ہے - اور حق کی حضوری سے اپنی غیبت -

۱۲ - روح ایک لطیف شے ہے - جو خدائے بزرگ و برتر کے حکم سے آمد و رفت رکھتی ہے -

۱۳ - جب کوئی شخص قدیم کو محدث سے نہیں پہنچانتا - یعنے قدیم اور محدث میں امتیاز نہیں کر سکتا تو جو کچھ وہ کہتا ہے - اپنی گفتار میں جاہل ہوتا ہے -

۱۴ - عارف عالم بھی ہوتا ہے - مگر ضروری نہیں - کہ عالم عارف بھی ہو -

۱۵ - بندہ کے لئے سب سے زیادہ مشکل عرفان الٰہی ہے -

۱۶ - جسکو خدا گمراہ کر دے - اسکو کوئی سیدھی راہ پر نہیں لا سکتا - اور جس کو خدا صراط مستقیم دکھا دے - اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا -

۱۷۔ سالکان راہ خدا کے لیئے اول قدم سلوک کی راہ میں مقام توبہ ہے۔

۱۸۔ محبت حال ہے۔ اور حال کبھی قال نہیں ہوتا۔ محبت اگر تم زبردستی پیدا کرنا چاہیں۔ تو نہیں کر سکتے۔ یہ عطائے الٰہی ہے۔ میاں رونز روز کا کام نہیں ہے۔

خواجہ حافظ فرماتے ہیں۔

شو در کوئے عشق شوکت شاہی نمے خرند ۔۔۔ اقرار بندگی کن و دعویٰ چاکری

۱۹۔ علم سے بے پرواہی کرنا محض کفر ہے۔

۲۰۔ مشاہدہ مردوں کا میدان ہے۔ اور مجاہدہ لڑکوں (بچوں) کا کھیل

۲۱۔ بوڑھوں پیر مردوں کو چاہیے کہ وہ جوانوں کی پاس خاطر کریں۔ کیونکہ انکے گناہ بہت کم ہیں۔ اور جوانوں کو چاہیے۔ کہ بوڑھوں کا احترام کریں۔ کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور زیادہ تجربہ کار ہیں۔

۲۲۔ غذا کے بغیر چارہ نہیں۔ کیونکہ طبیعتوں کا برقرار رکھنا۔ کھانے اور پینے کے بغیر نہیں ہے۔ لیکن شرط مروت یہ ہے۔ کہ حد سے زیادہ نہ بڑھ جائے۔

شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید ۔۔۔ نہ چندانکہ از ضعف جانت بر آید

دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

تنور شکم دمبدم تافتن ۔۔۔ مصیبت بود روز نایافتن

اندرون از طعام خالی دار ۔۔۔ تا درون نور معرفت بینی

مولینا روم رح فرماتے ہیں۔

گر خوری یک لقمۂ از نان نور ۔۔۔ خاک ریزی بر سر نان تنور

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ شعر۔

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن است ۔۔۔ تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن است

۲۳۔ مجردوں کو چاہیے۔ کہ وہ ناشائستہ امر سے اپنی آنکھ کو بچائیں۔ اور جو چیزیں دیکھنے کے لائق نہ ہوں۔ ان کو نہ دیکھیں۔ اور جو سوچنے کے لائق نہ ہوں۔ انکو نہ سوچیں۔

۲۴- فقیر کو مناسب ہے۔ کہ وہ بادشاہوں کی ملاقات کو سانپ اور اژدہاؤں کی ملاقات کے برابر سمجھے۔ دل بشرطیکہ وہ ملاقات نفس خود کے لئے ہے۔

۲۵- کسی خاص ٹوپی کی سر پہ ضرورت نہیں۔ دل سے سچا فقیر بن جا۔

برہنگی کہ خواہی جامہ سے پوشش | من اندازہ قدرت را مے شناسم
حاجت بہ کلاہ برگی داشتنت نیست | درویش صفت باش کلاہ تتری دار

۲۶- حصول معرفت کے لئے فقیر کے واسطے سیر دنیا سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ (قل سیروا فی الارض)

۲۷- پروانہ ہمیشہ شمع ہی پہ جان قربان کرتا ہے۔ پس اگر پروانہ کی طرح یہ جان بھی اس شمع حقیقت کے غم میں جل مرے۔ تو سب سے بڑی بات ہے۔

۲۸- آنکھوں سے پانی بہا اور خوشی تھوڑی کر قرآن پاک فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً

مولینا روم رح فرماتے ہیں۔

بانفرع باش تا شادان شوی | گریہ کن تا بے دہاں خنداں شوی
گفت فلیبکوا کثیراً گوش دار | تا برید دشیر فضل کردگار۔
اے خنک چشمے کہ آں گریان اوست | وے ہمایوں دل کہ آں بریان اوست

۲۹- تحفہ و ہدیہ و خیرات وغیرہ کے طور پہ جو چیز بے طلب خود بخود حاضر ہو۔ اسے رد نہ کر (سرکار علی پوری مدظلہ تعالیٰ کسی صاحب کا قول فرمایا کرتے ہیں۔

چیزے کہ بلا طلب تو رسد رد مکن کہ فرستادہ خدا است)

۳۰- اگر کسی مزار پہ گزرے۔ تو کچھ پڑھ کر بخش۔ تاکہ صاحب مزار کو خوشی حاصل ہو اور وہ بھی تیرے حق میں دعا کریں۔

۳۱- اگر کسی کھجور کی ایک گٹھلی بھی تجھ پہ نکلتی ہو۔ اس سے سبکدوشی حاصل کر۔ جو دوسرے لوگوں کا حق تیرے ذمہ ہے۔ قرضہ ہو یا امانت وہ حقوق العباد میں سب کچھ ادا کرو۔ اور سبکدوشی حاصل کرو۔

۳۲- اپنے ماں باپ کو اپنا قبلہ سمجھنا چاہئے۔ جیسا کہ قرآن پاک کی تفسیر میں بھی آیا ہے۔

(باقی مضمون بر صفحہ ۳۳ ملاحظہ فرمایئے)

كِتَابُ التَّفْسِيْرِ

(از ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

يَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْ أَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَأَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ وَاتَّقُوْا يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَيْئًا وَّلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ وَّلَا يُؤْخَذُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۝

(خداوند کریم کے فضل و کرم سے وسر ارلع شروع ہوا)

یا بنی اسرائیل کے خطاب سے عالیجناب حضرت سیّدنا و مولینا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی اولاد کو مخاطب کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان میں ہی سلسلہ نبوّت و رسالت جاری تھا۔ اس لئے یہی لوگ مخاطبہ الٰہی کے لئے مخصوص تھے۔ اس زمانہ میں حکومت بھی ان کی ہی تھی۔ اور اپنے زمانے میں سب سے بزرگ و برتر شمار کئے جاتے تھے۔

یہ مخاطبہ دو دفعہ واقعہ ہوا۔ علامہ سراج نے اس کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ وہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ کہ للتوکید و تذکیراً التفضل الذی ھو اجل النعم خصوصاً۔ یعنی اس کو تاکید کیلئے مکرّر فرمایا۔ اور خصوصیّت سے اس فضیلت کو یاد کرایا۔ جو وہ عام نعمتوں کے سبب سے

ان کو حاصل ہوئی تھی۔

اور اس خطاب کے بعد وَاتَّقُوا کے وعید شدید سے مرتبط کرنا ان غافلوں کے خوف دلانے کیلئے ہے۔ جنہوں نے نعمت کا شکریہ ادا نہ کیا۔ کیونکہ اس غفلت کے سبب ان پر ذلت و مسکنت طاری ہوئی۔ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ اسی مطلب کا اظہار کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کو اُن سے چھین لیا۔ اور تمام بزرگی وفضیلت ان سے دُور ہو گئی۔

دوسرے مقام پر قرآن کریم نے نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ لئن شکرتم لا زیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید۔ اگر نعمتوں کا شکریہ کرو گے تو البتہ میں تم کو زیادہ دوں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تحقیق میرا عذاب البتہ سخت ہے۔

وَاَنِّی فَضَّلْتُکُمْ کا عطف نعمتی پر ہے۔ اور اس فضیلت سے ان کے آباؤ اجداد کی فضیلت مراد ہے۔ جو عالیجناب حضرت سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں موجود تھے اور بباعث ناشکری کے تغیر حال تک بھی ان میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ آبائے کرام کی فضیلت کا شرف اولاد کو بھی حاصل ہوتا ہے۔ بلکہ بزرگ والدین کی اولاد میں ہونا ہی خود شرف وعظمت کا سبب ہوتا ہے۔ اور خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے۔

عَلَی الْعَالَمِیْنَ سے مراد عالم زمانہ ہے۔ یعنی اس زمانہ کے رہنے والوں پر تم کو فضیلت دی گئی۔ علامہ سراج لکھتے ہیں۔ عالمی زمانہم بما منحہم اللہ تعالیٰ من العلم والایمان والعمل وجعلہم انبیاء وملوکاً مقسطین وذالک التفضیل وان کان فی حق الآباء ولکن یحصل بہ الشرف فی الابناء

یعنی اس زمانہ کے لوگوں میں سے اللہ تعالیٰ نے ان کو علم و ایمان وعمل کی نعمت عطا فرما کر شرف بخشا اور ان کو نبوت کی خلعت عطا فرمائی۔ اور ان کو عادل بادشاہ بنایا۔ یہ بزرگی اگرچہ ان کے آباؤ اجداد کو عطا فرمائی۔ مگر یہ عطا و شرافت اولاد کو بھی حاصل تھی؟

والقوا یوماً سے موت کے بعد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ یوماً سے مراد قیامت کا دن ہے۔ کیونکہ اس دن میں حساب عذاب ہوگا۔ اس لئے فرمایا کہ اس دن سے ڈرو۔ اور حادثہ قیامت کو پیش نظر رکھو۔ اور دیانت و تقوی کو اختیار کرو۔

لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا وَّ لَا یُقْبَلُ مِنْهَا عَدْلٌ وَّ لَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ۔ نفس عن نفس میں تنکیر تعمیم کے لئے آئے ہے۔ اور مفسرین نے اس آیۃ کے حل مطالب کے لئے مختلف صورتیں بیان کی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص جرم کا مرتکب ہو۔ اور اسی عدالت میں پیش کر دیا جاوے تو اس وقت جو سزا عدالت تجویز کرے۔ اس سے بچنے کے لئے یہ صورتیں ہو سکتی ہیں۔

(۱) اس مجرم شخص کی خلاصی کے لئے دوسرا شخص اپنی ذات کو پیش کر دے کہ مجرم کے عوض مجھے مواخذہ کر لو۔

(۲) اس مجرم شخص کی خلاصی کے لئے دوسرا شخص سفارش کرے

(۳) اس مجرم شخص کی خلاصی کے لئے عوض معاوضہ ادا کر دیا جاوے۔ یہ بھی خلاصی کے لئے ایک رستہ ہے۔

(۴) اس مجرم کی خلاصی کے لئے یار و مددگار اپنے ہمت بازو سے کام لیں۔

نمبر اول کے متعلق لا تجزی نفس عن نفس نے صاف ظاہر کر دیا ہے۔ کہ اس دن مجرم شخص کیلئے دوسرے شخص کا اپنے آپ کو پیش کرنا لاحاصل ہوگا۔

نمبر دوم کے متعلق و لا یقبل منہا شفاعۃ نے بیان کر دیا ہے۔ کہ اس دن مجرم شخص کے لئے کسی دوسرے کی سفارش بھی قبول نہ ہوگی۔

نمبر سوم کے متعلق و لا یوخذ منہا عدل نے کوئی راز پوشیدہ نہ رکھا۔ کہ اس دن مجرم شخص کے لئے کوئی عوض معاوضہ قبول کیا جاوے گا۔

نمبر چہارم کے متعلق و لاہم ینصرون نے تصریح کر دی ہے۔ کہ اس دن مجرم شخص کو رہائی دلوانے کیلئے کسی یار مددگار کی قوت و طاقت و ہمت بازو کام نہ دے گی۔

کیونکہ خداوند عالم کی ناشکری اور حق کی مخالفت اور حق پرستوں کے
تباہ و برباد کرنے میں بسر اوقات کرنے والوں کی نجات کی کوئی صورت
متحقق نہ ہوگی۔ ان کو اپنے عملوں کا خود جواب دہ ہونا پڑے گا۔ اس دن کی
کیفیت دوسری آیات میں اس طرح بیان فرمائی گئی ہے۔ یوم یفر المرء
من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہ وبنیہ لکل امرئ منھم یومئذ
شان یغنیہ پ ۳۰ س عبس یعنی اس دن نفسی نفسی کا اسقدر خیال
ہوجاوے گا۔ کہ آدمی اپنے بھائی اور اپنے ماں اور اپنے باپ اور اپنی بیوی
اور اپنی اولاد سے بھاگے گا۔ ان میں سے ہر ایک شخص کو اپنی اپنی نجات
کا غم ہوگا — بھلا ایسے حال میں سوائے اعمال کے اور کون کام آسکتا ہے
اس آئیۃ مبارکہ کے جملہ پاک و لا یقبل منھا شفاعۃ میں شفاعت کا تذکرہ
آیا ہے۔ اس سے معتزلین تو اہل کبائر کے لیے بالکل شفاعت کا انکار کرتے ہیں
اور آج کل کے زمانہ میں ان کے متبعین بھی اکثر اسی لکیر کے فقیر بن کر شفاعت کے
منکر ہو رہے ہیں۔ مگر انکو معلوم نہیں کہ و لا یقبل منھا شفاعۃ سے ہی شفاعت
کا وجود ثابت ہوتا ہے۔ یعنی شفاعت تو ہوگی۔ مگر ان کے لیے کسی کی سفارش
منظور نہ ہوگی۔ کیونکہ اس آئیت پاک میں ان لوگوں کے حق میں عدم قبولیت
شفاعت کا ذکر آیا ہے۔ جو آیات واحادیث کے منکر اور حق وصداقت کی
حمایت میں کبھی ان کی آواز بلند نہ ہوئی ہو۔ علامہ بیضاوی بھی اسی قول کی
مؤید ہیں۔ علامہ سراج نے اس کے شان نزول میں یہ بھی لکھا ہے۔ ان الآیۃ نزلت
رداً لما کانت الیہود تزعم ان اباءھم تشفع لھم یعنی یہود کو گمان تھا۔ کہ ہمارے بزرگ
ہماری شفاعت کریں گے۔ انکے اس عقیدہ کی تردید کیلیے یہ آئیۃ مبارک نازل ہوا۔
ورنہ آیات واحادیث کثیرہ سے شفاعت کا ثبوت ملتا ہے۔ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ
کون ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک کسی کی سفارش اس کے حکم کے بغیر کرے۔

الا من اذن للّہ الرحمٰن وقال صوابا میں اسی کیطرف اشارہ ہے۔ محدثین نے ہر کتاب حدیث میں شفاعت کا باب باندھا ہے۔ عالیجناب سید الاولین والآخرین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم اس دن انا لہا انا لہا فرمائیں گے۔ یعنی میں شفاعت کیلئے ہوں فرمادیں گے۔ اس مضمون کی کثرت سے حدیثیں ملیں گی۔ جس سے شفاعت کا ثبوت بوضاحت ملتا ہے۔ اور یہی مذہب اہل سنت والجماعت کا ہے۔

مگر یاد رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی اپنی وجاہت سے سفارش نہ کر سکے گا۔ جیسے دنیا میں مجرم جو قانوناً سزا کا مستحق ہوتا ہے۔ مگر بڑا رکن سلطنت سفارش کرتا ہے۔ بادشاہ کو اندیشہ ہوتا ہے۔ کہ اسکی سفارش کو رد کرنے سے سلطنت میں خلل پیدا ہوگا۔ ذات باری ایسے باتوں سے منزہ و مبرا ہے۔ اسکی شان ہے۔

دگر در دہد یک صلائے کرم — عزازیل گوید نصیبے برم
بہ تہدید گر بر کشد تیغ حکم — بمانند کروبیاں صم و بکم

لمن الملک الیوم۔ للہ الواحد القہار اسکی بادشاہی کا عیاں ثبوت ہے اسکے دربار میں کسی کو چون وچرا نہیں۔ اہل سنت والجماعت نے کتاب سنت سے اس مسئلہ کو اسطرح ثابت کیا ہے۔ کہ مثلاً ایک شخص شامت اعمال سے جرم کا مرتکب ہوا۔ مگر وہ اس ارتکاب سے نادم و تائب ہوگیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے طالب مغفرت ہے۔ ہر وقت اسکی رحمت پر نظر رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اسکو معاف کرنا چاہتا ہے۔ تو اسکے قصور معاف کرنے کیلئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حبیب لبیب صلوٰۃ اللہ علیہ کو اذن عطا کریگا۔ وہ اسکی سفارش کرینگے۔ اللہ تعالیٰ اسکا قصور معاف کردیگا۔ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اس معنے کی مصداق ہے۔ اس سے کسی کو انکار کی گنجائش نہیں۔ اور مذہب معتزلہ کی بھی تردید ہوگی۔

واللہ اعلم وعلمہ اتم

حلقہ ہائے ذکر کی اطلاع

(از ایڈیٹر)

پیارے ناظرین:- ہر سلسلہ طریقت میں عموماً اور ہمارے سلسلہ نقشبندیہ میں خصوصاً ذکر پاس انفاس کی جو تاکید کیجاتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اعلیحضرت امیر ملت علی پوری دامت برکاتہم ہر وقت حاضرین کو اپنے کلمات طیبات کے ضمن میں ذکر کی تاکید مزید فرماتے رہتے ہیں۔ اور ہر شہر ہر قصبہ میں حلقہ ہائے ذکر کے انعقاد کا حکم فرماتے ہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے حسب الحکم عالیجناب اعلیحضرت ادام اللہ تعالی فیوضہ علی رؤس المسترشدین الی یوم الدین ہندوپنجاب کے ہر شہر و قصبہ میں حلقہ ذکر کی مجلس مختلف ایام میں یاران طریقت منعقد کرتے رہتے ہیں جن میں سے اکثر نہایت پابندی سے دفتر میں اطلاع دیتے ہیں۔ مگر جس کامیابی سے شہر کوہاٹ کی اطلاع دفتر میں معرفت مقبول و مسعود یار طریقت عالیجناب حضرت مولانا مولوی محمد فاضل صاحب و مشفقی بابو عبدالرحیم صاحب موصول ہوتی ہے دوسرے شہروں میں بھی اگرچہ حلقہ ہوتا ہے مگر اسکی اطلاع پابندی سے موصول نہیں ہوتی۔ یہ تمام برکت عالیجناب حضرت مولانا حاجی محمد سرور خان صاحب امیر حلقہ و عالیجناب حضرت مولانا حاجی سید پیر سعید شاہ صاحب نائب حلقہ جیسے متین اور متبرک وجود کی ہے۔ اللھم زد فزد ثم زد فزد

اسوقت ۶ر نومبر سنہ ۳۹ء سے لیکر ۵ر دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء تک حلقہ ہائے ذکر کی تمام روئداد میرے سامنے ہیں ہر حلقہ میں باقاعدہ ختم شریف خواجگان و حافظ محمد امین و حافظ محمد حیات صاحبان و حضرت مولانا سید محمود شاہ صاحب کی قرآن خوانی و حافظ صاحبان سکندر خان و جلال خان صاحبان و یار طریقت جناب محمد شریف صاحب و جناب سید عارف شاہ صاحب کی پردرد لہجہ میں نعت خوانی اور عالیجناب حضرت مولانا سید محمود شاہ صاحب ہزاروی حال امام مسجد سگنل کوہاٹ و عالیجناب حضرت مولانا السید عبدالقاضی صاحب ہزاروی کی علمی و عملی رنگ میں پرجوش عام فہم تقریر دل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یاران کوہاٹ خدا کے فضل و کرم سے بہت اعلی درد رکھنے والے ہیں۔ چنانچہ ۲۶ نومبر سنہ ۱۹۳۹ء میں ۲۹ یاران طریقت اور ۳ر دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء ۲۶ یاران طریقت اور ۱۰ر دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء ۶۶ یاران طریقت اور ۱۷ر دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء میں ۵۳ یاران طریقت اور اسی طرح ہر حلقہ ذکر میں کم و بیش تعداد میں یاران طریقت تشریف لائے ہیں۔ اور طرہ یہ کہ کسی دن پلاؤ زردہ

وغیرہ اور رچا ہے بلکہ ہمیشہ انجمن کی طرف سے یا کسی خاص دوست کی طرف سے شاملین حلقہ کی خدمت کیجاتی ہے۔ سبحان اللہ کیا محبت و تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام یاران طریقت کو ایسی محبت و دل عطا فرماوے۔ عالیجناب حضرت مولینا مولوی سید عبدالقاضی صاحب مدظلہ کی تقریر دلپذیر جو آپ نے ۱۲ ذیقعد کی حلقہ میں فرمائی ہے ناظرین رسالہ کی دلچسپی کیلئے ماہ فروری میں درج کیجاویگی۔ اسکے علاوہ مقام ہنہیلی علاقہ بیسو سے بھی باقاعدہ حلقہ ذکر کی اطلاع آتی رہتی ہے۔ وہاں نماز جمعہ کے بعد بوقت عصر حلقہ ہوتا ہے ناظرین کی تعداد کافی ہوتی ہے۔ ختم خواجگان و قرآن خوانی و نعت خوانی باقاعدہ ہوتی ہے

روئیداد مجلس چہلم شریف

اعلیحضرت عظیم البرکت امیر ملت سرکار علیپوری مدظلہ العالی کے ہزارہا غلامان و عقیدتمندان ملک کے مختلف دیار و امصار کوہاٹ۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ لائل پور۔ جہلم۔ سرگودھا۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ قصور۔ گورداسپور۔ رہتک۔ سیالکوٹ۔ جموں وغیرہ سے ۲۸ دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء سے پیشتر ہی برائے حصول سیادت قدمبوسی سرکار علیپوری و برائے شمولیت مجلس فاتحہ خوانی و چہلم حضرت مولینا جناب حافظ سید محمود حسین صاحب اور جنابہ محترمہ بی بی پاک درینہ اہلیہ جناب مولینا ابو الفضل مولینا حضرت حاج الحرمین الشریفین صاحبزادہ حافظ سید نور حسین صاحب علیپوری حاضر ہو گئے۔ اور ۲۸ دسمبر بروز جمعرات بعد نماز ظہر اول مسجد نور میں قرآن خوانی کی گئی اور بعد از نماز مغرب زیر صدارت و سرپرستی اعلیحضرت امیر ملت سرکار علیپوری مدظلہ العالی حویلی کلاں میں مجلس چہلم کا انعقاد ہوا۔ اول عالیجناب حضرت مولینا الحاج نصیب خاں رہتکی نے نہایت پر درد لہجہ میں تلاوت قرآن پاک کی۔ ازاں بعد جناب مولینا حافظ عبد اللطیف صاحب سیالکوٹی نے قرآن شریف کی تلاوت فرمائی اور حاجی صاحب نصیب خاں نے نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی پھر حسب الارشاد اعلیحضرت مدظلہ العالی عالیجناب حضرت مولینا حافظ علی احمد جان صاحب پشاوری نے نہایت ہی پر درد اور عاشقانہ والہانہ انداز میں نہایت ہی موثر اور دلکش و مدلل وعظ ایصال ثواب و محبت رسول

کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم اور محبت پیر پر فرمایا اور نہایت ہی پیارے انداز میں مدلل اور دلچسپ طریق سے نئے اور فتنہ پرداز مذاہب کی تردید فرمائی۔ حافظ صاحب خدا ان کی عمر علم و فضل میں برکت دے کر وعظ کیا تھا محبت اور اخلاص و عشق کا پر جوش سمندر تھا۔ جسمیں تمام حاضرین خاص طور پر مستفیض اور مستفید ہوئے۔ زاں بعد حضرات صاحبزادگان۔ زاد اللہ عمرہم و اقبالہم صاحبزادہ بشیر حسین صاحب اور صاحبزادہ نور حسین صاحب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ انکے بعد جناب حاجی نصیب خاں صاحب حافظ عبد اللطیف صاحب۔ عالیجناب حضرت مولینا پیر سعید حافظ ولایت شاہ صاحب گجراتی حافظ ظہور الدین صاحب قصوری اور دیگر احباب نے تلاوت قرآن مجید کی۔ زاں بعد جناب نصیب خاں صاحب نے نہایت ہی پرسوز لہجہ میں حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ کی مدح پیر کے اشعار پڑھکر حاضرین کو مسحور کر دیا۔ زاں بعد میاں جلال دین صاحب فیروز پوری اور دیگر احباب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثنا و تعریف میں قصائد نعتیہ پڑھے۔ اور مستری نور حسین صاحب جو عالیجناب حضرت مولینا پیر حیات محمد صاحب سیالکوٹی خلیفہ مجاز سرکار علیپوری کا مرید ہے۔ شجرہ نقشبندیہ مؤلفہ منشی لال دین صاحب نہایت پر درد لہجہ میں پڑھ کر حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ قیام و سلام پڑھا گیا۔ اور سیپارے قرآن مجید جمع کئے گئے۔ اور سرکار علی پوری مدظلہ العالی نے دعا فرمائی۔ اور تمام حاضرین نہایت ہی خشوع اور تضرع سے آمین کہہ رہے تھے اس طرح یہ نورانی مجلس چہلم رات کے دو بجے تک قائم رہی۔ سبحان اللہ خداوند تعالی کے مقبولوں کی راتیں دن سے زیادہ درخشندہ ہوتی ہیں۔ زاں بعد تمام شاملین کو سرکار والا کی طرف سے پر تکلف کھانا دیا گیا۔ مولی کریم سرکار والا کے دودمان عالی تبار کو اور سرکار کو تا ابد ہم بندگان و غلامان کے سروں پر قائم رکھے۔ آمین۔ ثم آمین یارب العالمین

کمترین غلامان غلام سرکار علیپوری بندہ کرم الہی خزانچی سکریٹری

خدام الصوفیہ ہند

اس کے علاوہ کوہاٹ۔ قصور کے یاران طریقت نے نہایت اعلی پیمانہ پر اپنے اپنے شہروں میں مجلس ختم منعقد کرکے ایصال ثواب کیا۔ جس کی کیفیت طریقت ناظرین کیلئے ماہ فروری کے رسالہ میں درج کی جاوے گی۔

(۴۶) مبتدی کو چاہئے کہ راگ و سماع سے پرہیز کرے۔ کیونکہ یہ رستہ اس کے لئے بہت مشکل ہے۔

(۴۷) بھید کو نہ کھول اور نماز کو نہ بھول۔

(۴۸) اولیاء خدا کے رحم و غضب کے اظہار کا ذریعہ ہیں اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجدید کا باعث ہیں۔

(منیدہ محمد کرم الٰہی جنرل سکیرٹری انجمن خدام الصوفیہ منڈا)

اخبار

(۱) عالیجناب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین عمدۃ الواصلین اعلیٰحضرت امیر الملت سرکار علیپوری مدفیوضہم بخیریت تمام دربار اعلیٰ علیپوری شریف میں اقامت پذیر ہیں۔ ہر دیار و امصار سے ارادتمنداں و غلامان حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کا سایہ ہما پایہ ہمارے سروں پر قائم و دائم رہے۔

(۲) عالیجناب حضرات صاحبزادگان والا تبار خیریت سے ہیں۔

(۳) یا سب عالی میں خدا کے فضل و کرم سے خیریت ہے۔

(۴) دیار عالی واعلیٰ اقدس عودہ شریف میں بھی خیریت ہے۔ عالیجناب حضرت مولانا الحاج صاحبزادہ محمد شفیع صاحب سجادہ نشین دربار شریف میں بخیریت اقامت پذیر ہیں۔

(۵) عالیجناب حضرت مولانا الحاج پیر حیات محمد صاحب سیالکوٹ میں ہی تشریف فرما ہیں۔ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۶) تاحال نزول باران رحمت سے مخلوق خدا سیراب نہیں ہوئی۔ ہمارے گناہوں کی شامت ہے ہمارا فرض ہے کہ ہم سچے دل اور خلوص قلب سے درگاہ عالی ذو الجلال والاکرام میں توبہ استغفار کریں بارانی زمین کے زمینداروں کی حالت نہایت نازک ہے۔ اللہ تعالیٰ جلدی اپنے فضل سے نزول باران رحمت کرے۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُّغِیْثًا عَاجِلًا غَیْرَ آجِلٍ۔